پاسبان فکر رضا

سہ ماہی آزاد قلم

شمارہ
٤

بابت ماہ: ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول ۱٤٤٥ھ

جلد
١



مدیر اعلیٰ

محمد مجتبیٰ رضا نشر غزالی

ناشر: تحریک خدام الاولیاء نیپال

سہ ماہی آزاد قلم



حیرت ہے کہ تعلیم و ترقی میں ہے پیچھے
جس قوم کا آغاز ہی اقراء سے ہوا تھا

بفیضان نظر: امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ
بفیضان کرم: حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: علامہ پھول محمد رضوی دامت برکاتہم العالیہ

جلد ۱
بابت ماہ: ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول ۱۴۴۵ھ
شمارہ ٤

تمام عاشقان رسول کو
ماہ میلاد النبی مبارک ہو

ہمارے رسالہ کے متعلق کسی طرح کی کوئی معلومات چاہیے؟
ہم سے رابطہ کریں!

0091-9102428167
00974-30509786

tahreekekhuddamulauliya@gmail.com

تحریک خدام الاولیاء نیپال
بست پور ہر پیور وا نگر پالیکا ۹ ضلع سرلاہی نیپال

فہرست مشمولات

نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے

کُشتگانِ گرمیِ محشر کو وہ جانِ مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جِلاتے جائیں گے

گُل کِھلے گا آج یہ اُن کی نسیمِ فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

آج عیدِ عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو! آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمتِ خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

خاک اُفتادو! بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدے میں تم کو اُٹھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کُھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو! دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوحِ دل سے نقشِ غم کو اب مٹاتے جائیں گے

سوختہ جانوں پہ وہ پُرجوش رحمت آئے ہیں
آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

آفتاب اُن کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے

پائے کوباں پل سے گزریں گے تری آواز پر
رَبِّ سَلِّم کی صَدا پر وَجد لاتے جائیں گے

سرورِ دیں لیجے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں، سیّدا! کب تک دباتے جائیں گے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مِثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہوجائیں عَدُو جل کر مگر ہم تو رؔضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے



حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ساری کائنات میں بہار آئی، مردہ ہوتی انسانیت کو زندگی ملی، اسی لیے جس مہینہ میں ہمارے سرکار تشریف لائے اس کو ربیع الاول کہا گیا، یعنی بہار کا مہینہ!

نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

بختِ خفتہ نے مجھے روضے پہ جانے نہ دیا
چشم و دل سینے کلیجے سے لگانے نہ دیا

آہ قسمت مجھے دنیا کے غموں نے روکا
ہائے تقدیر کہ طیبہ مجھے جانے نہ دیا

پاوں تھک جاتے اگر پاوں بناتا سر کو
سر کے بل جاتا مگر ضعف نے جانے نہ دیا

شربتِ دید نے اور آگ لگا دی دل میں
تپشِ دل کو بڑھایا ہے بجھانے نہ دیا

سجدہ کرتا جو مجھے اس کی اجازت ہوتی
کیا کروں اذن مجھے اس کا خدا نے نہ دیا

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا
میں تو جاتا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا

میرے اعمالِ سیاہ نے کیا جینا دوبھر
زہر کھاتا تیرے ارشاد نے کھانے نہ دیا

نفسِ بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی
عملِ نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

اور چمکتی سی غزل کوئی پڑھو اے نوؔری
رنگ اپنا ابھی جمنے شعرا نے نہ دیا

☆☆☆

نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

داغِ فرقتِ طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضریٰ دیکھنے کو مل جاتا

دم مرا نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں مل جاتا

میرے دل سے دھل جاتا داغِ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہوکر طیبہ ہی میں مل جاتا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

خلد زارِ طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا

دل مرا بچھا ہوتا ان کی رہ گزاروں میں
ان کے نقشِ پا سے یوں مل کے مستقل جاتا

ان کے درپہ اخترؔ کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

☆☆☆

سوانح: علامہ پھول محمد رضوی مدظلہ العالی

بانی تحریک خدام الاولیاء نیپال

از: غلام مصطفی رضا نظامی بست پور سرلاہی نیپال

بست پور سرلاہی نیپال کے افق پر زہد وصفا کا پیکر، ایک قائد ملت کا نام ناشر مسلک اعلی حضرت علامہ پھول محمد رضوی مدظلہ العالی بن عبدالعزیز بن مولانا عبداللہ بن بہار علی ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۶۷ء میں اپنے آبائی وطن بست پور سرلاہی نیپال میں ہوئی

والدہ کا نام: دروده خاتون

تعلیم و تربیت: آپ کی تربیت و پرداخت خوشحال گھر اور علمی ماحول میں ہوئی، چار کلاس گاؤں کے اسکول میں پڑھنے کے بعد ابتدائی تعلیم کے لیے آپ نے موتی گیری پرسا مدرسہ میں داخلہ لیا جہاں آپ نے ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۲ء تک تعلیم حاصل کی، ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۳ء تک مدرسہ رضاء العلوم کنہواں میں اولی کی تعلیم حاصل کی، جماعت ثانیہ مدرسہ حبیبیہ الہ آباد میں ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸٤ء کے درمیان پڑھا۔ مدرسہ حنفیہ جون پور ثالثہ سے لیکر خامسہ تک ۱۹۸٤ء سے ۱۹۸۷ء کے درمیان اکتساب فیض کیا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۰ء کے درمیان سادسہ، سابعہ اور ثامنہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور علماء مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جب آپ مدرسہ حنفیہ جون پور میں زیر تعلیم تھے تو غربت کی وجہ سے حصول علم میں طرح طرح کی دقت و پریشانی آئی لیکن اللہ کا فضل اور احسان عظیم تھا کہ ایسے غربت کے عالم میں دوست کے شکل میں مولانا احمد رضوی سندر پور مہوتری کو آپ کے زندگی میں حصول علم کی راہ میں معاون بنا کر بھیجا ان کے تعاون اور مشفق ماں کے دعاؤں کا ثمرہ ہی تھا کہ ناشر مسلک اعلی حضرت علامہ پھول محمد رضوی مدظلہ العالی نے زندگی کے اس خار زار راہوں کے باوجود علم دین کی تکمیل کی اور ہند و نیپال کے متعدد علاقوں میں خدمت دین کو انجام دیا اور دے رہے ہیں۔ اللہ تعالی ان کا سایہ ہمارے سروں پر دراز فرمائے آمین

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد بہار و نیپال کے سنگم پر واقع مجولیا سیتامڑھی منصب امامت پر فائز ہوئے، لیکن آپ کو یہاں دائرۂ دعوت محدود اور ترقی کی راہ مسدود نظر آئی تو مستعفی ہو کر حضرت علامہ شاکر القادری صاحب قبلہ کے توسط سے ۱۹۹۱ء میں مدرسہ غوثیہ فیضان العلوم مظفر پور بطور مدرس و امام متعین ہوئے لیکن کچھ ہی دنوں رہے اور تدریسی تجربات حاصل کر لینے کے بعد منوہر چھپرہ مظفر پور میں اسی سال ۱۹۹۱ء مدرسہ بشارت رضا قائم کیا۔

مدرسہ کا باگ ڈور اپنے ہاتھوں سنبھال کر تدریس و تعلیم، دعوت و تبلیغ کا ۱۹۹۹ء تک فریضہ انجام دیا۔ گاؤں کے اختلافات کی وجہ سے ادارت و نظامت سے مستعفی ہو کر ۲۰۰۰ء میں لالہ چھپرہ مشرقی چمپارن حضرت مولانا سراج الحق سنگرام پوری کے اصرار پر آ گئے اور یہاں مدرسہ قادریہ رضاء العلوم کے مدرس مقرر ہوئے، جب چھٹی میں گھر آئے تو آپ کی والدہ نے دور جانے سے منع کیا اور قریب علاقہ میں ہی خدمت دین میں مصروف ہونے پر اصرار کی تاکہ جب بھی جی چاہے بیٹے سے ملاقات کر سکے (کیوں کہ اس وقت خط کے ذریعہ پیغام کو بھیجا جاتا تھا جس کا جواب آتے آتے مہینہ گزر جاتا تھا تو کبھی راستہ میں ہی رہ جاتا تھا) والدہ اور

لاڈلے بیٹے کے مابین ہوئے قیام قربت پر آپ غور فرماہی رہے تھے کہ سندرپور مہوتری کے سرکردہ شخصیات کو معلوم ہوا حضرت گھر پر آئے ہوئے ہیں، تو سیکریٹری صاحب آئے اور یہاں رہنے پر اصرار کیا کہ یہاں جہالت بہت ہے آپ یہاں رہکر دینی خدمات انجام دیں۔ چنانچہ آپ ان کی فرمائش و اصرار پر یہاں آگئے اور ایک مکتب بنام گلشن رضا قائم کیا، اسی میں ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۴ء تک دعوت و تبلیغ وتدریس کا فریضہ انجام دیا۔

پھر دستور زندگی کے تحت وہ لمحہ غم بھی آگیا کہ ۱۵ جنوری ۲۰۰۴ء میں والدہ محترمہ دار فانی سے کوچ کر گئیں، جب آپ گھر آئے تو والدہ کے تکفین وتدفین کی ذمہ داری کو نبھایا اور جب جدائی کا غم کچھ ہلکا ہوا تو گھر کے نان ونفقہ جیسی سارے فرائض و ذمہ داریوں کو پورا کرکے دوبارہ لالہ چھپرہ مدرسہ قادریہ رضاء العلوم چلے گئے، ۲۰۰۷ء تک تدریسی خدمات انجام دیا، مدرسین میں آپسی اختلافات کی وجہ سے استعفادے کر رمپوروا منوہر چھپرہ مدرسہ اصلاح المسلمین میں مدرس مقرر ہوئے، لیکن یہ مدرسہ رجسٹرڈ نہیں تھا، پہلے رجسٹری کروائی پھر درس نظامی کی تعلیم باضابطہ شروع کردیا، عائلی مسائل سے نپٹنے کے لیے گھر آئے تو مسائل کے پیچ وخم میں اس طرح تاخیر ہوئی کہ نظام تعلیم پر اثر پڑنے لگا جس کی وجہ سے دوسرے مدرس کی تقرری کرلی گئی تاکہ نظام تعلیم کو بحال کیا جاسکے۔ اس لیے آپ کٹوار، ضلع سیوان نزد مہراج گنج دارالعلوم آغابنات فاطمہ چلے گئے یہاں صدر المدرسین کی جگہ خالی تھی، چنانچہ یہاں آپ چار سالوں تک ادارت و نظامت، تدریس و تعلیم کا فریضہ انجام دیا۔ پھر اس کے بعد ابراہیم پور نزد مہسی شریف امامت و دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ **بیعت وارادت:** اس زمانے میں جن کو امام ومقتدی کی حیثیت سے یاد کیا جاتا تھا اور جن کے اندر بزرگی، پرہیزگاری، اور تقوی جیسی صفات خوب پائی جاتی تھی اس میں ایک نام اپنے وقت کے قاضی القضاۃ فی الہند وارث علوم امام احمد رضا، نبیرہ حضور حجۃ الاسلام، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، شہزادہ حضور مفسر اعظم ہند الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہم الرحمہ والرضوان المعوف بہ (حضور تاج الشریعہ) کی ذات تھی چنانچہ والد واستاذ محترم علامہ پھول محمد رضوی مدظلہ العالی نے حضور تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر ۱۹۸۸ء میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ میں داخل ہوئے۔

وعظ وخطابت: حضرت کی ذات کوئی شعلہ بیاں مقرر نہیں مگر آپ خاموش ذات اچھے اچھے مقررین پر بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملکہ خطابت سے بھی نوازا ہے آپ کی تقریر صوفیانہ سے لبریز اور علمی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے خطابت کے ذریعہ بھی دعوت و تبلیغ اور گمراہیت وضلات سے قوم کی رہنمائی کو سرانجام دیا ہے

اجازت وخلافت: بزرگان دین نے حضرت کو متعدد سندوں سے نوازا ہے۔ مگر آپ کسر نفسی کی وجہ سے اس چیز کا اظہار کبھی نہیں کیا۔ حضرت کی ذات کو مجاہد اعظم دین وملت وخلیفۂ نواسۂ مفتیٔ اعظم ہند شیر رضا حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد منان رضا قادری المعروف بہ (حضور منانی میاں) دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۸ء میں اور شہزادہ صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان قادری حضرت صوفی رضوان دام ظلہ علینا سے ۲۰۱۳ء میں اجازت وخلافت مع سند حاصل ہے اس کے علاوہ متعدد خانقاہوں سے آپ کو اجازت و خلافت کے لیے کہا گیا تو آپ نے انکار کر دیا لیکن آپ نے کبھی اس کا ذکر نہ فرمایا اور نہ آپ نے اپنے آپ کو اس کے قابل سمجھا اور نہ ہی کسی کو مرید کیا مذکورہ بالا افکار و نظریات سے ہمیں اس بات کا بھی سبق ملتا ہے کہ پیری مریدی کرنا ہر ایک کا شعبہ نہیں ہے بلکہ جو جامع شریعت وطریقت روشن ضمیر ہو وہی اسکے مستحق ہیں

تواضع و انکساری کرنا بزرگوں کی شان ہے۔ ریاکاری سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ بہر کیف! جب ہم حضرت کی ذات کو پڑھتے ہیں تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ناشر مسلک اعلی حضرت، داعی اسلام، ایک سچے صوفی، صاحب طریقت اور اسلاف کرام کے جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

تعمیری خدمات:

(۱) ۱۹۹۱ء میں مدرسہ بشارت رضا، منوہر چھپرہ مظفرپور کی تعمیر (۲) ۱۹۹۶ء میں انجمن خدام الاولیاء کی تشکیل (۳) ۲۰۰۱ء میں مکتب گلشن رضا، سندرپور، مہوتری نیپال کا قیام (٤) ۲۰۰۷ء میں مدرسہ اصلاح المسلمین، رمپوروا، منوہر چھپرہ مظفرپور کی رجسٹریشن (۵) ۲۰۰۹ء میں دارالعلوم آغا بنات فاطمہ، کٹوار ضلع سیوان نزد مہراج گنج کی تعمیر (٦) ۲۰۱۷ء میں احیاء سنت کانفرنس کے موقع سے مقام بست پور سرلاہی میں اپنی زمین پر عزیزی مسجد کی بنیاد رکھی

تحریک خدام الاولیاء کے تشکیل کی وجہ: تحریک خدام الاولیاء کے بانی: ناشر مسلک اعلی حضرت علامہ پھول محمد رضوی مدظلہ العالی ۱۹۹۰ عسوی میں جامعۃ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف یوپی سے فراغت حاصل کرنے کے بعد فوراتدریس و تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ دین متین کی خدمت اوراسلاف کے نظریات کی تشہیر کرنے کا ایک پرزور جزبہ لے کر میدان عمل میں تشریف لائے آپ نے نیپال کے مشہور و معروف ضلع سرلاہی نیپال میں گمراہیت وضلالت کو عروج پاتا محسوس کیاتواس کو ختم کرنے اور گمراہیت و ضلالت سے قوم مسلم کو باہر نکالنے کے لیے ۱۹۹٦ء میں ایک تحریک کو وجود بخشااوراس کو تحریک خدام الاولیاء کے نام سے موسوم کیااوراس کے ماتحت ہر سال ٦ شوال المکرم کی شب کو متعدد علاقے میں جہاں تبلیغ کی ضرورت محسوس کی انجمن خدام الاولیاء کاانعقاد کیااوراس کے ذریعہ قوم مسلم کوراہ ہدایت کی طرف لانے میں کوشاں رہے بحمدہ تعالی اس انجمن خدام الاولیاء کے ذریعہ گمراہیت وضلالت کا سد باب ہوا اور قوم مسلم کو مذہب اسلام کے شعار کی پہچان ہوئی اس انجمن کا انعقاد آج بھی ہر سال بست پور سرلاہی نیپال کی سرزمین پر کیا جاتا ہے اور اب یہ تحریک انجمن کے ساتھ مسائل شرعیہ کی رہنمائی، تصنیف وتالیف اور درسی اسباق جیسے کام کو بھی انجام دے رہی ہے اور اس کے اہداف بدلتے حالات کے مد نظر وسیع و عریض ہوتا جارہا ہے

آپ کو جان کر بیحد خوشی ہوگی کہ اپ کا محبوب رسالہ **آزاد قلم** بھی اسی تحریک کے زیراہتمام شائع ہو رہا ہے۔



تمام مسلمانان عالم کو چاہیے کہ **میلاد نبی** خوب **دھوم دھام** سے منائے
جشنِ ولادت منانا بھی ایک **اچّھا کام** ہے جو کسی سنّت کے خلاف نہیں بلکہ عین **قرآن و سنّت** کے ضابطوں کے مطابِق ہے۔ رب تعالیٰ کی **نعمت پر خوشی** کا حکم خود **قرآنِ پاک** نے دیا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاؕ-)
تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے، یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

حضور شیر بہار ایک ہمہ گیر شخصیت

از: محمد مناظر حسین مرکزی، سیتامڑھی بہار

حامدا ومصليا امابعد

فاعوذبالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا (مریم آیت ۹۶)

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا (کنزالایمان)

کسی بھی مقبول صفت شخصیت کی ایک علامت اس بندے سے خلق خدا کی گرویدگی ووارفتگی اوران کی والہانہ عقیدت و محبت بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو رحمٰن اس کے لئے محبت ڈال دیتا ہے۔

کماجاءفی حدیث:"عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ان الله اذا احب عبدا دعا جبريل فقال انی احب فلانا فاحبه قال فيحبه جبريل ثم ينادی فی السماء فيقول ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول فی الارض۔

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" بے شک جب اللہ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر لہٰذا جبرئیل علیہ السلام اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان والوں کو ندا دیتے ہیں اور کہتے ہیں بے شک اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم لوگ بھی اس سے محبت کرو آسمان والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس بندے کی مقبولیت زمین والوں میں رکھ دی جاتی ہے

(مشکوۃ شریف ص:۴۲۵)

ہم جب خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند مناظر اہل سنت شیخ طریقت رہبر راہ شریعت بدرالطریقہ استاذناالکریم حضور شیر بہار حضرت علامہ ومولاناالحاج الشاہ مفتی محمد اسلم رضوی قدس سرہ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور شیر بہار کو قبولیت کی اعلیٰ مرتبے پر فائز فرمایا تھا جہاں بھی جاتے خلق خدا کی ایک بھیڑ لگ جاتی، آج بھی بعد وصال ہزاروں کی تعداد میں شیدائے حضور شیر بہار آپ کی تربت پر پہنچ کر فیضان وکرم سے مستفیض و مستنیر ہو رہے ہیں بالخصوص بموقع عرس دیوانوں کا ایسا ہجوم ہوتا ہے لگتا ہے کہ سطح زمین پر انسانوں کا سیلاب امنڈ پڑا ہو، حضور شیر بہار علیہ الرحمہ اس دور قحط الرجال میں شریعت و طریقت کا حسین امتزاج اپنے اندر رکھتے تھے جو ہر دو طبقہ میں مخاصمت کی خاتمے کا ذریعہ اور معاونت کی روح پھونکنے کا مضبوط وسیلہ تھے۔

ولادت باسعادت وتعلیمی سفر: آپ کی ولادت رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳٤ء میں مظفرپور ضلع کے گاؤں مہوارہ میں ہوئی بچپن ہی سے آپ بہت ذہین تھے آپ کی تعلیم وتربیت متعدد مدرسوں میں ہوئی اور تکمیل مفتی اعظم ہند کے قائم کردہ مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف سے ہوئی، جہاں آپ کو کتابوں کا علم حاصل ہوا وہیں مرد کامل مفتی اعظم ہند کی صحبت کیمیا اثر نے تصوف وطریقت کے رموز واسرار بھی سکھائیں ۱۹۵۷ء میں جب آپ فارغ ہو رہے تھے تو جہاں آپ صف اول کے عالم تھے وہیں بنیادی سلاسل طریقت میں سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی شاخ

سلسلہ رضویہ کے ترجمان بھی تھے اور عمر کا طویل عرصہ اسی حالت میں گزرا دنیا سمجھتی رہی کہ یہ صرف اسی سلسلہ میں مرید ہیں مگر یہ بات پردہ خفا میں رہی کہ آپ ان سعادت مند مریدوں میں سے ہیں جنہیں محتاط مرشد چند ملاقاتوں میں خلافت سے نواز دیتے ہیں۔

درس وتدریس: حضور شیر بہار علیہ الرحمہ علوم متداولہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے اپنی علمی قابلیت کی وجہ سے بلند علمی درسگاہوں میں صدرالمدرسین اور منصب افتاء پر فائز رہے۔جس زمانے میں بڑی بڑی درسگاہیں اور اونچی تنخواہیں فرش راہ تھی آپ نے چند درسگاہوں کو زینت بخشنے کے بعد اپنا مستقر اور آخری آرام گاہ مقصودپور کو بنایا جو آپ کے جائے پیدائش سے صرف ۳ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے جہاں نہ کوئی درسگاہ تھی اور نہ کوئی محراب ومنبر جہاں آپ وعظ ونصیحت کرتے ان حالات میں نہ صرف اپنے علمی سرمایہ کی حفاظت کی بلکہ جہالت کی تاریکی دور کرنے کے لئے ۱۹۶۸ء میں اہل سنت کا عظیم قلعہ جامعہ قادریہ کی بنیاد ڈالی آپ کے خیمہ زن ہونے سے پہلے یہ علاقہ علم وآگہی سے ناواقف تھا مگر آپ نے علم کی وہ جوت جگائی کہ یہاں کے تعلیم یافتہ طلبہ آج ہندوستان کے مشہور ومعروف مدارس میں منصب درس وتدریس پر فائز ہیں۔

تصنیف وتالیف: یہ دور تصنیف وتالیف کا ہے حضور شیر بہار علیہ الرحمہ اس سے بھی شغف رکھتے تھے مگر افسوس کہ ان کی اہم علمی تصانیف طبع نہ ہو سکی اگر بوئے سخن شرح ملا حسن اور اسلم الحواشی شرح اصول الشاشی ترتیب وطباعت کے مرحلے سے گزر جاتی تو اہل منطق کے مباحث میں شیر بہار کے اضافات کو اور اصول فقہ میں ان کی مہارت کو ملاحظہ کرتے اس کے علاوہ آپ نے کئی کتابیں اور تقاریظ تحریر فرمائی جیسے: چالیس احادیث، حسام الحرمین پر اعتراضات کے جوابات، فتاوی برکات نور جو طباعت ہو چکی ہے وغیرھم۔

اخلاق کریمانہ: آپ کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ جو لائق توقیر ہوتے تو بلا لحاظ عمران کا آپ ادب واحترام بجالاتے اور ہر شخص یہی کہتا کہ حضرت مجھے زیادہ مانتے ہیں مجھ ناچیز کو بھی حضرت سے بہت زیادہ شفقت وپیار حاصل ہوا ہر آنے جانے والے کو کچھ نہ کچھ کھلا کر ہی واپس کرتے ہر فریاد کرنے والے کی حتی المقدور فریاد سنتے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے، حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی مکمل پاس ولحاظ رکھتے تھے۔

پھول جھڑتے تھے ادب کے تیرے ہونٹوں سے سدا
جس گھڑی ہوتے تھے تم محوسخن شیر بہار

زہد وتقویٰ: تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ٹھنڈی ہو یا گرمی ہر روز صبح میں غسل کرکے نماز تہجد ادا کرتے نوافل اور دیگر اوراد ووظائف میں کبھی کمی نہ کرتے، کئی بار ناچیز کو ساتھ سفر کرنے کا موقع ملا میں نے ہر بار دیکھا نماز کا وقت ہوتے ہی حضرت کا حکم ہوتا گاڑی روکو! حضرت اکثر وبیشتر باوضو ہوتے فورا نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے بعدہ آگے کا سفر طے کرنے لگتے، میں نے خود ۳ سالہ زندگی میں کبھی بھی حضرت کو نماز ترک کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اتباع شریعت: ویڈیوں، ٹی وی کے سلسلہ میں آپ کا موقف عدم جواز کا تھا آپ اس پر سخت گرفت فرماتے آپ مجالس کو معاش کا نہیں تشہیر وتبلیغ دین کا ذریعہ سمجھتے تھے۔چنانچہ استاد محترم مولانا ممتاز صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک تاریخ ساز کانفرنس میں جس کا اہتمام ایک بڑی علمی شخصیت کر رہی تھی وہاں ویڈیو کیسٹ بنائی جارہی تھی آپ نے جوں ہی دیکھا فورا کھڑے ہو کر مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے ایک بات کہنی ہے بس کیا تھا کہ پورا مجمع ساکت وجامد ہو گیا آپ نے کہا کہ یہ جو ویڈیو کیسٹ بن رہی ہے یہ حرام ہے اور یقینا یہ منتظمین کی مرضی سے ویڈیو بنائی جارہی ہے لہٰذا سب کے سب

فعل حرام کے مرتکب ہوئے،موقف کے اظہار کے اس سادے سے جملے میں کیاتاثیر تھی کہ فورا بانی جلسہ جوایک عالم دین تھے حضور شیر بہار کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے علی الاعلان توبہ واستغفار کرتے ہیں۔حق گوئی کاوصف رکھنے والے اور حق بات کو بر سرو چشم قبول کرنے والے دونوں ہی قابل احترام ہوتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ : حضور شیر بہار نے اپنی پوری زندگی دین کی دعوت و تبلیغ میں صرف کیااور اس میشن کو تمام امور پر مقدم رکھاایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اللہ رب العزت نے آپ کی ذات کو اپنے اسی خاص کام کے لیے ہی بھیجاہواور آپ کی ذات کا مقبول بارگاہ ہونے کے لیے آپ کا یہ امر ہی کافی ہے کیوں کہ ارشاد باری تعالی ہے: وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٞ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ

(سورۃ آل عمران آیت ١٠٤)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے

دوسری آیت:كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِؕ-وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْؕ-مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(سورۃ آل عمران آیت ١١٠)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا اُن میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر

سفر آخرت: مقصود پور میں آپ نے اپنی زندگی کے ٨٤ سالہ زندگی اس شان سے گزارا کہ دل مومن ،لباس عالمانہ راہ درویشانہ، برتاؤعاجزانہ ،رعب شاہانہ۔

کیالوگ تھے جوراہ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلے

جب تک زندہ رہے اسلامی افکار و نظریات کی ترجمانی فرماتے رہےاور جب رخصت فرمایاتو جنازہ پر آنسوں بہانے والے مخلوق خدا کے ازدحام کثیر نے بہار کی سرزمین پر امام حسن بصری اور علامہ جلال الدین رومی کے دم واپسی کی یاد تازہ کردی۔

اسی طرح آپ ٦ جنوری ٢٠١٢ء ١١ صفرالمظفر ١٤٣٣ھ جمعہ کی شب ٢:٣٥ پر اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف ہمیشہ ہمیش کے لئے کوچ فرماگئے۔

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
کیوں نہ گوہر نام اسلم پہ کروں میں دل نثار
دے گئے ہیں دل میں حب پنجتن شیر بہار
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری



جس طرح ماہِ رمضان المبارک کو اللہ تعالٰی نے قرآن مجید کی عظمت و شان کے طفیل دیگر مہینوں پر انفرادیت اور امتیاز عطا فرمایا، اسی طرح ماہ ربیع الاول کے امتیازاور شان علو کی وجہ بھی اس میں صاحب قرآن کی تشریف آوری ہے

علم دین کی اہمیت اور ہمارا معاشرہ

از: محمد رضا ثابت امجدی، مقیم حال دوحہ قطر

دینی تعلیم کے حصول کے لیے قرآن واحادیث میں تاکید آئی ہے اور اس کی اہمیت وفضیلت کو ہمارے نبی اکرم نے خوب اجاگر کیا ہے اور ہمارے اولیاء نے دوسروں تک پہنچانے میں کوئی قصر نہ چھوڑا_

دینی تعلیم نعمت خداوندی ہے_ جہاں نعمت خداوندی ہے وہیں رحمت باری تعالی، بخشش کا ذریعہ اور باعث فخر بھی ہے_

علم دین ہی ایک ایسی نعمت ہے جس کے ذریعہ انسان حلال و حرام، جائز و ناجائز اور اچھے برے کی تمیز کر پاتا ہے علم دین ہی ایک ایسی لازوال نعمت ہے جس کے ذریعہ آدمی ایک معبود حقیقی کے سامنے سجدہ کرنے کا طریقہ سیکھتا ہے اور چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا احترام، ازدواجی زندگی کا سلیقہ، والدین کی عظمت و رفعت اور پڑوسیوں کے حقوق کو جانتا ہے یہاں تک کہ آدمی اپنی زندگی سماجی، سیاسی اور معاشرتی طور پر کیسے گزارے سب جان جاتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ کامیابی کا راج علم دین میں ہی چھپا ہوا ہے تو بے جا نہ ہوگا

لیکن موجودہ دور میں دینی تعلیم سے بے رغبتی اتنی بڑھ گئی ہے کہ بہت سارے لوگوں کو تو کلمہ تک ڈھنگ سے پڑھنا نہیں آتا وضوو غسل کرنا تو دور کی چیز ہے جو کہ مسلمان کے لیے ایک شرم کی بات ہے_ اس محرومی کی سب سے بڑی اور ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں تربیت کا ڈھنگ بدل چکا ہے_ والدین اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے بجائے مغربی تعلیم پڑھانا چاہتے ہیں، مغربی تہذیب و تمدن سکھانا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے بچپن ہی سے دینی تعلیم سے محروم ہونے کے سبب اسلام اور دین کے تعلیم سے دور ہو جاتے ہیں حتی کہ حلال و حرام، جائز و ناجائز میں بھی تمیز نہیں کر پاتے ہیں اور ایک وجہ دینی تعلیم سے دوری کا یہ بھی ہے کہ ہمارا معاشرہ یہ سوچتی ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرکے کتنا کما پائے گا جب کہ لوگوں کو یہ نہیں معلوم کہ جس معبود حقیقی کی ہم عبادت کرتے ہیں اس نے جب قرآن مجید کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا تو کہا "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ" اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

سورہ علق کی ان پانچ آیات کے ساتھ نزول قرآن کا آغاز ہوا یہ وحی الہی کی پہلی آیات ہیں جس میں اللہ تعالی نے دینی تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر لفظ اقْرَأْ کو تکرار کے ساتھ لاکر دینی تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے_ پہلی دفعہ حصول علم کے حکم کے ساتھ اپنی خالقیت کا تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان کے وجود کا مقصد دینی تعلیم سے واقفیت ہے_ دوسری دفعہ حکم کے ساتھ اپنی شان کریمی کا تذکرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مسلمان دنیا و آخرت میں قابل تکریم رہنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسلامی تعلیم حاصل کریں_

ان آیات کریمہ سے یہ بات بھی سمجھ آئی کہ اس میں تو پڑھنے کے لیے کہا گیا لیکن عمر کی قید نہیں لگائی گئی_ حضرت عمر و امام بخاری رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں "تفقهوا قبل ان تسودوا ثم قالامام البخاری رحمه الله وبعد ان تسودوا وقد تعلم اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فی کبر سنهم"

حضرت عمر فرماتے ہیں سرادری دی جانے سے پہلے دین کی سمجھ

حاصل کرو اور امام بخاری فرماتے ہیں اگر سرداری دی جانے سے پہلے علم حاصل نہیں کیا تو سرداری دی جانے کے بعد بھی حاصل کرو کیونکہ ہمارے نبی کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بڑھاپے میں بھی علم حاصل کیا_ اس سے معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنے کی عمر متعین نہیں ہے لیکن ہائے افسوس کے ہمارا معاشرہ یہ سمجھتا ہے کہ علم دین حاصل کرنا صرف بچوں پر ہی فرض ہے جب کہ میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا "**طلب العلم فریضة علی کل مسلم**" علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک پر فرض ہے اس سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعہ حلال و حرام، نماز و روزہ اور حدود و احکام شریعت کی معرفت حاصل ہوتی ہے_ دینی تعلیم کی اہمیت و فضیلت اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "**یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات**" ترجمہ: اللہ تم میں سے ایمان والوں اور اہل علم کے درجات بلند کریگا_ آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ آدمی جو عالم نہیں تھا تو لوگ اس کے پیچھے نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ اس کی عزت ہوتی تھی لیکن جب علم سے آراستہ ہو گیا تو آج لوگ اسے اپنا امام بناتے ہیں اور اس کو اپنے آنکھوں پر بیٹھاتے ہیں اور خوب عزت و شہرت ملتی ہے یہ عزت اس کو کیوں ملی آپ جب غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ یہ صرف اور صرف علم کی وجہ سے ملی ہے_ میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**من زار عالما فکانما زارنی ومن صافع عالما فکانما صافعنی ومن جالس عالما کانما جلسنی ومن جالسنی فی الدنیا اجلسه اللہ معی یوم القیامة فی الجنة**" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عالم کی زیارت کی گویا میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جس نے عالم کے ساتھ بیٹھا گویا اس نے میرے ساتھ بیٹھا اور جس نے دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ بیٹھائے گا_ اللہ اکبر! یہ اعزاز کس کو مل رہا ہے جس نے علم دین سیکھا_ ایک دفعہ آقا کریم نے فرمایا "**خیرکم من تعلم القرآن وعلمه**" تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سیکھائے اور جب آدمی قرآن سیکھ لیتا ہے تو زمین کی ساری مخلوقات یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے_ یہیں تک محدود نہیں جب آدمی علم دین سیکھ لیتا ہے تو دنیا و آخرت میں درجات کے بلندی کے ساتھ اللہ تعالی کی صحیح معرفت اور خشیت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "**انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ان اللہ عزیز غفور**" بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں بڑا مغفرت کرنے والا ہے_ حقیقی معنوں میں اگر کسی کے پاس علم ہو تو اس کے دل میں اللہ کا ڈر اور خوف ایسا پیدا ہوتا ہے جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر موجود تھا_ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم بھی آخرت کی مشکلات جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے" ان نصوص سے صرف علم دین کی اہمیت و فضیلت ہی نہیں معلوم ہوتی ہے بلکہ اس کی اشد ضرورت کا بھی اندازہ ہوتا ہے_ جب آدمی علم دین سے آراستہ ہو جاتا ہے تو لوگ اسے عالم کہتے ہیں اسی عالم کے بارے میں قرآن حدیث میں بڑی فضیلت اور شان بیان ہوئی ہے_ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب**" ترجمہ: بلاشبہ عالم

کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے کی چودھویں کے چاند کی سب ستاروں پر_ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ایک ہزار عبادت گزاروں کی موت کا غم برداشت کرنا آسان ہے جو دن میں روزے رکھتے ہیں اور رات میں قیام کرتے ہیں بنسبت اس ایک عالم کے موت کے جو حرام اور حلال کا فرق سمجھتا ہو اسی لیے تو علماء فرماتے ہیں "موت العالم موت العالم" ایک عالم کی موت عالم کی موت ہے" قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا "قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب" ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ یعنی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بالکل برابر نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ دین جاننے والا صحیح طریقہ سے دین پر چل سکتا ہے کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے اس کا تمیز کر سکتا ہے لیکن ایک نہ جاننے والا حلال و حرام میں تمیز نہیں کر سکتا_ لہذا معلوم ہوا کہ علم دین سیکھنا بہت ضروری ہے تو علم دین کیسے سیکھا جائے؟ علماء کے بارگاہ میں شرف تلمذ حاصل کر کے اور قرآن و حدیث سمجھ کر_ جب علم دین سیکھے گا تو اس کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے_ وہ مہمان رسول ہوتا ہے جب طالب علم گھر سے اللہ کی رضا کی خاطر محض حصول علم کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے ان کے لیے مقدس پر بچھاتے ہیں، سمندر کی مچھلیاں ان کے لیے استغفار کرتی ہیں اور چیونٹیاں اپنے بلوں میں ان کے لیے دعائیں کرتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان اللہ یرفع بهذا الکتاب اقوما ویضع به آخرین" ترجمہ: بے شک اللہ اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اٹھاتا ہے اور اسی کتاب کے بدلے قوموں کو نیچے بھی گراتا ہے یعنی جو قوم قرآن پڑھتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے اللہ اس سے بلند کرتا ہے اور جو قوم قرآن سے اعراض کرتی ہے اور اس پر عمل کرنے سے گریز کرتی ہے اللہ اس سے ذلیل و رسوا کرتا ہے_ آج قوم مسلم کا جو حال ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں پورے دنیا میں مسلمانوں پر کہیں ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں تو کہیں ہماری مقدس کتاب کو جلایا جا رہا ہے تو کہیں ہماری ماؤں اور بیٹیوں کے سروں سے چادریں اتاری جا رہی ہیں_ یہ سب کیوں ہو رہا ہے کبھی ہم نے غور نہیں کیا جب کہ ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارا معاشرہ اسلامی زندگی بسر کرنے کے بجائے مغربی زندگی بسر کر رہی ہے جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہونی چاہیے اس گھر میں مغربی سریل اور ڈراما چل رہا ہے جس مسلم قوم کو دن میں پانچ وقت اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہونی چاہیے وہ دوسروں کے دروازے کی ٹھوکریں کھا رہی ہے_ اور پھر یہ قوم گمان کرتی ہے کہ ہمیں ذلیل و رسوا نہ کیا جائے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اگر عزت و آبرو چاہتے ہو تو قرآن و احادیث کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا ہوگا دوسروں کے چوکھٹ پر جانے کہ بجائے رب کی بارگاہ میں آنا ہوگا_



حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت:

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ: مَنْهُومٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ وَمَنْهُومٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا

(۱) علم کا بھوکا، علم سے کبھی سیراب نہیں ہوتا_

(۲) دنیا کا بھوکا، دنیا سے اسکا پیٹ نہیں بھرتا_

اسلام میں عورتوں کا مقام

از: محمد جاوید اختر مرکزی، ڈیرہ پور کانپور دیہات

اسلام سے پہلے عورتوں کا حال بہت خراب تھا۔ دنیا میں عورتوں کی کوئی عزت و عصمت نہ تھی۔ ان کا قلوب و اذہان سکون و آسودگی کی کیفیت سے خالی ہو چکا تھا۔ باہمی الفت و محبت کا وہ حال ختم ہو چکا تھا جو مرد و عورت کو دو جانوں اور دو خاندانوں میں یگانگت اور تعاون کا جذبہ پروان چڑھاتا ہے۔ شوہر فقط اپنی خدمات کے لیے کھانا کپڑے دے کر ان سے غلاموں کی طرح برتاؤ کرتے تھے۔ ازدواجی ہنگامہ آرائیوں کی روح عفت و عصمت تک ایک بے قیمت شئ ہو چکی تھی۔ عرصہ دراز سے صنف نازک مردوں کے ظلم و ستم کا شکار بنی ہوئی تھی۔ مرد مرد نہیں بلکہ صنف نازک کے مقابلہ میں درندہ بھیڑیا بنا ہوا تھا۔ کہیں خاوند کے مرنے کے بعد اس کی لاش کے ساتھ قانوناً اس کو جل کر راکھ ہو نا پڑتا تھا تو کہیں انہیں بدکاری کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا، کہیں اسے تمام برائیوں کی جڑ اور آدم زاد کی ساری بدبختیوں کا سرچشمہ یقین کیا جاتا تھا تو کہیں لڑکیوں کی پیدائش ننگ و عار تھی اور اس سے بچنے کے لیے انہیں زندہ در گور کرنا باعثِ افتخار تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے جائداد و سامان کی طرح اپنے باپ کی بیویوں کے مالک بن جایا کرتے تھے۔ عورت کسی بھی چیز کی مالک نہ ہوا کرتی تھی حتیٰ کہ اسے اپنے مورثین کی میراث میں سے کوئی حصہ تک نہیں ملتا تھا۔ ان کی مظلومیت پر داد و فریاد کے لیے کسی کا قانون سہارا نہ تھا اور نہ ان مظلوموں اور بے بسوں کا کوئی پرسان حال تھا۔ الغرض عورت اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود عجیب الخلقت تصور کی جا رہی تھی۔ عورتوں کے اس حال زار پر انسانیت رنج و غم سے بے چین و بے قرار تھی۔ مگر اس کے لیے اس کے سوا چارہ کار بھی نہیں تھا اب ایک ہی سہارا رہ گیا تھا کہ وہ رحمت خداوندی کا انتظار کرے کہ رحم الراحمین غیب سے کوئی ایسا سامان پیدا کر دے کہ اچانک سارے دنیا میں ایک نایاب انقلاب نمودار ہو جائے اور لاچار عورتوں کا سارا دکھ درد نیست و نابود ہو کر ان کا بیڑا پار ہو جائے۔ اور اچانک جاہلیت کی گھنگھور گھٹاؤں میں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اور اس نے اپنی نورانی کرنوں سے اس ظلمت کدہ دنیا کو صبح سعادت سے ہم آغوش کیا، پچھڑی ہوئی انسانیت گرد و خاک سے اٹھائی گئی اور سینہ سے لگائی گئی مظلوموں کو سر اٹھانے کا موقع ملا اور دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ اعتدال کے فطری نقطہ پر اسلام نے انسانوں کو لا کر کھڑا کر دیا، جس کا جو حق تھا اس کو وہی دیا گیا۔ جور و ستم کی چکیوں میں پسنے والی صنف نازک کو پوری طاقت و قوت کے ساتھ اسلام نے اپنے دامن حمایت کے سایہ میں لیا۔ ناموس نسوانی کی قدر و منزلت کے سوال کو زندہ کیا، اس راہ میں کسی قسم کی چشم پوشی روا نہ رکھی گئی۔ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر ہو گئے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لیے قانون الٰہی آسمان سے نازل ہو گئے اور ان کے حقوق دلانے کیلئے اسلامی قانون کی ماتحتی میں عدالتیں قائم ہو گئیں۔ عورتوں کو مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے چنانچہ عورتیں اپنی تجارتوں اور جائدادوں کے مالک بنادی گئیں اور اپنے مورثین کے میراثوں کی وارث قرار دی گئیں۔ الغرض وہ عورتیں جو مردوں کی جوتیوں سے زیادہ ذلیل و خوار اور انتہائی لاچار تھیں وہ مردوں کے دلوں کا سکون اور ان کے گھروں کی ملکہ بن گئیں، ازدواجی تعلقات کے آئین و قانون حدود میں لا کر جنسی میلان کو اعتدال و ضابطہ کا پابند بنادیا

گیا اور نسل انسانی کے اضافہ کی صحت بخش طریقے نافذ کیے گئے۔ عائلی زندگی کو خوشگوار ماحول کے قالب میں ڈھالا گیا۔ بجائے لعنت و منحوسیت کے عورت رحمت و سکینت کا مظہر ڈھسرائی گئی اور ان تمام قبیح رسوم کا قلعہ قمع کر دیا گیا جو عورتوں کے انسانی وقار کے منافی تھیں اور عورتوں کو وہ حقوق عطا کیے جس سے وہ معاشرے میں اس عزت و تکریم کی مستحق قرار پائیں جس کے مرد مستحق تھے۔

اللہ تعالی نے تخلیقی معاملے میں عورت کو مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں رکھا ہے، اسی طرح انسانیت کی تکوین میں عورت مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: " يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً" اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے۔ (سورۃ النساء آیت ۱) یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ مرد و عورت ایک ہی سرچشمہ کے دو موجیں ہیں انسانیت کی حد تک دونوں کی کمی بیشی کے خیالات کا تعلق حقیقت سے نہیں بلکہ یہ صرف وسوسہ ہے۔ اس آیت میں یہ بھی انکشاف کیا گیا کہ عورت جس کو مرد انسانیت سے خارج سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے از سر تا پا غلط ہے ان دونوں کی ایک ہی جان سے پیدائش ہے اور پھر ان ہی سے زمین پر نسل در نسل مرد و عورت کی بہتات ہے۔ عورت کوئی الگ مخلوق نہیں، وہ بھی مرد کی طرح انسان ہے۔ ان دونوں کا منبع و مخرج ایک ہی ہے۔ تو پھر ان دونوں میں تفاوت ذاتی کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر فخر کرنا چاہیے۔

قتل اولاد کی ممانعت: اسلام نے لڑکیوں کے قتل سے روکا، تنگا ترشی اور فاقہ کشی کا خوف ان کے دلوں سے نکالا اور رزق کا فکر جو انسان کو پریشان کیے جا رہا تھا اس کے بارے میں توکل علی اللہ کا سبق دے کر اس فکر سے کنارہ کش کر دیا اور رزاق حقیقی کی قدرت متین پر یقین کا جذبہ پیدا کیا۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے: "وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْۚ" اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

دوسری جگہ ارشاد ہوا: "وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍؕ- نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْؕ-اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا" اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم تمھیں بھی اور انہیں بھی روزی دیں گے بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔ (سورۃ بنی اسرآئیل آیت ۳۱) ان آیات مذکورہ میں اللہ تعالی نے اولاد کے قتل پر بالکلیہ پابندی لگا دی۔ لڑکا ہو یا لڑکی کسی کا قتل شریعت نے جائز نہیں رکھا۔ فقر فاقہ کے خام خیالی ان کے دلوں سے نکال پھینکا اور یقین دہانی کی کہ رزق اور روزی دینے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ رب العزت جس طرح بغیر بھید بھاؤ کے سبھی کو روزی دے رہا ہے اسی طرح تمہیں اور تمہاری اولاد کو بھی روزی دے گا۔ اللہ کا فرمان ہے: "وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا" اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (سورۃ ھود آیت ٦)

عورت اور مرد کا مقام: اسلام نے عورت کو استبدادیت اور مظلومیت کے پنجے سے نجات دلائی اور اس کے درجہ کو بلند کیا چنانچہ خداوند قدوس نے فرمایا: " وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۪-وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ " اور عورتوں کیلئے بھی مردوں پر شریعت کے مطابق ایسے ہی حق ہے جیسا (ان کا) عورتوں پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۸) نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے عورت کا نہایت ہی احترام کیا اور اس کو اس کے درجہ تک پہنچایا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو از روئے تعظیم واحترام خواتین اہل جنت کی پیش رو سے موسوم کیا اور ثابت ہو گیا

کہ حضرت عائشہ تقویٰ ودیانت داری، علم و فضل، صلاح ومشورہ اور پاک بازی میں عورتوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ آپ کے بعد بہت ساری خواتین نے آپ سے فیض حاصل کیا اور آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر علم و فضل کے بلند مقام پر گامزن ہوئیں۔

عورت بحیثیت بیٹی: جہالت کے زمانہ میں عرب کے بعض قبائل لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید نے اس پر سخت تہدید کی اور اسے زندہ رہنے کا حق دیا اور کہا کہ جو شخص اس کے حق سے روگردانی کرے گا، قیامت کے دن خدا کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ اللہ تعالی نے فرمایا " وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ "اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔ کس خطا کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا؟ (سورۃ التکویر آیت ۸، ۹)

نیز اسلام نے بیٹی کو بڑی عزت بخشی ہے، اس کا وقار بلند کیا ہے، اسے کئی شانیں دی ہیں، بیٹی اللہ کی رحمت، باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، گھر کی رونق، ماں کا سکون، بھائیوں کی لاڈلی، ننھیال اور ددھیال کی شہزادی، اپنے کفالت کرنے والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے والی، انہیں جنت دلانے والی، جس کی خوشنودی بروزِ قیامت والدین کو محشر کی ہولناکیوں سے بچا کر خوشیاں دلائے گی، بیٹی پر خرچ کرنا صدقہ کرنے کی طرح ہے اور اس پر شفقت کرنے والا خوفِ خدا سے رونے والے کی مثل ہے۔

محبت کرنے والیاں: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹیوں کو بُرا مت سمجھو، بے شک وہ محبت کرنے والیاں ہیں۔ (مسند امام احمد، مسند الشامین، حدیث عقبہ بن عامر، جلد ۷ صفحہ ۲۰۰، دار الکتب العلمیہ)

جنت میں داخلہ اور قرب مصطفیٰ ﷺ کا سبب: عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ "من ولدت له أنثى فلم يئدها ولم يهنها ولم يؤثر ولده - يعني الذكر - عليها أدخله الله بها الجنة." رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے یہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے اِیذا نہ دے اور نہ ہی بُرا جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالی اس شخص کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔ (مستدرک علی الصحیحین، کتاب البر والصلہ جلد ٤ صفحہ ١٩٦، دار الکتب العلمیہ بیروت)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح آئیں گے۔ (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔) (مسلم، کتاب البرّ والصلۃ والآداب، باب فضل الاحسان الی البنات، جلد ۲ صفحہ ۳۳٤، مکتبہ رحمانیہ)

جہنم سے حفاظت: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ" جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کا بوجھ آپڑے اور وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے رُکاوٹ بن جائیں گی۔ (مسلم، کتاب البرّ والصلۃ والآداب، باب فضل الاحسان الی البنات، جلد ۲ صفحہ ۳۳٤، مکتبہ رحمانیہ)

وہ معاشرہ جہاں بیٹی کی پیدائش کو ذلت اور رسوائی کا سبب قرار دیا جاتا تھا۔ اسلام نے بیٹی کو نہ صرف احترام و عزت کا مقام عطا کیا بلکہ اسے وراثت کا حقدار بھی ٹھہرایا۔ ارشاد ربانی ہے : "يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ" اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی تو اس کا آدھا (سورۃ النساء آیت ١١)

عورت بحیثیت بیوی: اسلام نے عورت کو بحیثیت بیوی کئی حقوق دیئے ہیں، اور شوہر پر اس کی ادائیگی ضروری قرار دی ہے۔ جہاں بیویوں کے مابین بود باش اختلاط اور نان و نفقہ میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیتے تھے اللہ نے ان کے مابین عدل وانصاف قائم رکھنے کا حکم فرمایا: وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ "اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو" (سورۃ النساء آیت ۱۹)

سنن ترمذی کی روایت ہے: "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي ,وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں اور جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے خیر باد کہہ دو، یعنی اس کی برائیوں کو یاد نہ کرو۔ (کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فضل ازواج النبی ﷺ، جلد ٤ صفحہ ٥٦٩، دار التاصیل مصر) دوسری حدیث میں ہے: "عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ:" أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبْ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ" معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے اوپر ہماری بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب پہنو یا کماؤ تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو، برا بھلا نہ کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے جدائی اختیار نہ کرو۔ (سنن ابی داود، کتاب النکاح باب فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، جلد ٣ صفحہ ٤٧٦، دار الرسالۃ العالمیۃ)

عورت بحیثیت ماں: اسلام نے عورت کو ماں کی حیثیت سے بھی عزت و تکریم بخشی ہے، اسے سب سے زیادہ حسن سلوک کا حقدار قرار دیا ہے حتیٰ کہ اسے اف تک کہنے سے منع فرمادیا اور نرم لہجے میں بات کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد ربانی ہے: "وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا-اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا" اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خوبصورت، نرم بات کہنا۔

(سورۃ بنی اسرآئیل آیت ۲۳)

احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ:" أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:" ثُمَّ أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:" ثُمَّ أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:" ثُمَّ أَبُوكَ" ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تمہارا باپ ہے۔ (صحیح البخاري، کتاب الادب، باب من أحق الناس بحسن الصحبۃ، جلد ۲ صفحہ ٤، مکتبہ رحمانیہ)

"عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِّ، أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ، فَقَالَ:" هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:" فَالْزَمْهَا، فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا " نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، اور آپ کے پاس آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) پوچھا: کیا تمہاری ماں موجود ہے؟ انہوں نے کہا:

جی ہاں، آپ نے فرمایا: انہیں کی خدمت میں لگے رہو، کیونکہ جنت ان کے دونوں قدموں کے نیچے ہے (سنن نسائی، کتاب الجهاد باب: الرخصة في التخلف لمن له والدة، ۷۳۸، دار الفکر بیروت)

عورت انسانی جماعت کا رکن: اسلام نے عورت کو مرد کے ہم مرتبہ میں رکھا اور اس کو بھی وہی حقوق عطا فرمائے جو مردوں کے لیے ہیں۔ دونوں پر فرائض و واجبات اور احکام الٰہی کی پابندیاں عائد فرمائیں۔ دینی اعمال میں جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں رکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً-وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ضرور انہیں ان کے بہترین کاموں کے بدلے میں ان کا اجر دیں گے۔

(سورۃ النحل آیت ۹۷)

دوسری جگہ فرمایا:"وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا" اور جو کوئی مرد ہو یا عورت اچھے عمل کرے اور وہ مسلمان بھی ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (سورۃ النساء آیت ۱۲٤)

اور فرمایا:"فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لاَ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ "تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے عمل کرنے والوں کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا وہ مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہی ہو۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۵)

قارئین کرام! مندرجہ بالا قرآنی آیات واحادیث نبوی سے پتہ چلا کہ اسلام نے عورت کو معاشرے میں نہ صرف باعزت مقام و مرتبہ عطا کیا بلکہ اس کے حقوق بھی متعین کر دیئے جن کی بدولت وہ معاشرے میں پر سکون زندگی گزار سکتی ہے۔ کیوں کہ اسلام امن وامان اور انسانیت کا دین ہے ایک ایسا نظام حیات ہے جس نے نہ صرف انسان بلکہ حیوان ونبات کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور اسلام میں جو مقام عورت کو حاصل ہے اس کا وجود کسی اور مذہب میں نہیں ہے اسی لئے اس کی حفاظت، عزت اور قدر کرنا معاشرہ کے ہر فرد پر لازم ہے۔ الغرض عورت کو ہر سطح پر اسلام نے وہ تحفظ اور عزت واحترام عطا کیا جس کی نظیر ہمیں کسی دوسرے نظام زندگی میں نہیں ملتی۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

☆☆☆

دور جاہلیت کے عربوں میں عورت کو اشعار میں خوب رسوا کیا جاتا تھا اور لڑکیوں کے پیدا ہونے پر ان کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے لیکن محسن انسانیت نے عورت کو وہ مقام عطا فرمایا جو آج تک کسی مذہب میں حاصل نہیں! اب اگر عورت ماں ہے تو اس کے پاؤں کے نیچے جنت، بیٹی ہے تو بخشش کا ذریعہ، بیوی ہے تو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ، بہن ہے تو غیرت کا ذریعہ ہے۔

غوث اعظم رحمہ اللہ کا علمی مقام

از: فقیر محمد دانش حنفی، ہلدوانی نینیتال

اولیاء کرام کے مقامات و کمالات میں بہت سی چیزیں آتی ہیں۔ مگر یہ مقامات و کمالات دو چیزوں کے گرد گھومتی ہیں، ایک تو علم ہے اور دوسری قدرت ہے، اور اللہ عزوجل جسے اپنا ولی بنانا چاہتا ہے اس کو علم عطا فرماتا ہے، اور پھر وہ اس علم پر عمل کرتا ہوا تمام منزلیں عبور کرتا ہوا مقام ولایت پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اسے دنیا غوث، قطب، قلندر، مجدد وغیرہ نام سے یاد کیا کرتی ہے _ علم ایک ایسی چیز ہے کے اس پر عمل کرنے والا اللہ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے، علم کے ذریعے ہی میں امتیاز کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اور تمام گناہوں سے بچنے کا درس ملتا ہے، جاہل شخص اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:"وما اتخذ اللہ ولیاً جاھلاً " اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا۔ یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا کہ جو علم ظاہر نہیں رکھتا، علم باطن کہ اس کا ثمرہ و نتیجہ ہے کیونکر (کس طرح) پاسکتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱ صفحہ ۵۳۰)

محقق اہلسنت علامہ شیخ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱٤ھ) بھی اس حقیقت کو یوں تحریر فرماتے ہیں: "وما اتخذ اللہ ولیاً جاھلاً ولو اتخذہ لعلمہ۔" یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو ولی نہ بنایا، اور اگر ولی منتخب فرمانا چاہا تو اُسے علم عطا فرمادیا۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد ۱ صفحہ ٤۲۷)

اللہ رب العزت کے کسی بھی سچے ولی کا جب تذکرہ ہوتا ہے تو سطح ذہن پر کشف و کرامت کا تصور ابھرتا ہے۔ لیکن کسی بھی ولی اللہ کے مقام ولایت پر سرفراز ہونے اور صاحب کرامت بننے کا بنیادی سبب شریعت مطہرہ کے احکامات پر استقامت اختیار کرنا ہوتا ہے۔ علوم شریعت کو جانے اور ان پر عمل کیے بغیر بارگاہ الٰہی میں قرب پالینے کا خیال محض جنون ہی جنون ہے۔ رب علیم و خبیر عزوجل نے اپنے اولیاء کا ذکر فرماتے ہوئے ان کی دو بنیادی شرائط اور علامات بیان فرمائی ہے: ایمان والا ہونا متقی یعنی پرہیز گار ہونا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: " اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ" وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔ (سورۃ یونس آیت ٦۳)

یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ایمان کی حقیقت، تفصیلات اور اس کے تقاضوں سے آگاہی، نیز تقویٰ کے درجات کا حصول علم دین کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ بے علم دین سے جاہل یا فاسق شخص ہرگز اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ علم شریعت کے حصول اور اس پر عمل کا انعام طریقت میں کشف و کرامت کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔ ہاں! اگر علم الٰہی میں کسی شخص کا ولایت کے مرتبے سے سرفراز ہونا طے ہو اور بظاہر اُس کے پاس علم نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس شخص کو علم لدنی عطا فرما کر اپنا ولی بنالیتا ہے۔

اگر بندے کے پاس علم دین نہ ہو تو شیطان عبادت اور مجاہدے کے نام پر اسے اپنا کھلونا بنائے رکھتا ہے۔ جاہل صوفی اور عابد اپنے کاموں کو عبادت و اطاعت سمجھ رہا ہوتا ہے، لیکن لاعلمی کی وجہ سے اعمال کی ادائیگی میں احکامات شرعیہ کی مخالفت ہونے کی بناء پر اُس کی ساری محنتیں اکارت و برباد ہو جاتی ہیں۔ علم دین پاس نہ ہونے کی صورت میں شیطان صوفی و عابد کا کیا حال کرتا ہے، اس کا منظر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ: بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱ صفحہ ۵۲۸)

ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اولیائے کرام فرماتے ہیں:"صوفی جاہل شیطان کامسخرہ ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱ صفحہ ۵۲۸)

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ ولی کے لئے علوم دینیہ سے واقف ہوناضروری ہے_تو پھر کیاعالم ہوگااس ہستی کے پایۂ علم کا،جوکہ کشور ولایت کے بادشاہ ہیں۔جی ہاں! ولی الاولیاء ،امام الاَصفیاء،قطب الاقطاب، غوث الاغواث ، تاج الاوتاد،مرجع الابدال،غوث اعظم ابو محمد سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ جس طرح آسمان طریقت کے روشن آفتاب ہیں اسی طرح چرخ شریعت کے چمکتے دمکتے مہتاب بھی ہیں۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ علامہ علی قاری حنفی مکی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب " نزھۃ الخاطر الفاتر" کے حوالے سے سید کبیر قطب شہیر سید نااحمد رفاعی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ الشیخ عبدالقادر بحر الشریعۃ عن یمینہ وبحر الحقیقۃ عن یسارہ، من ایھما شاءاغترف السید عبدالقادر لاثانی لہ فی عصرنا ھذا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر اُن کے دہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۸ صفحہ ۳۹۶)

اور غوث پاک کو یہ مقام کمالات علم ہی کی بدولت حاصل ہوئے ہیں آپ ارشاد فرماتے ہیں: " دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَى الْمَوَالِیْ" میں (ظاہری و باطنی) علم پڑھتے پڑھتے قطب بن گیااور میں نے مخلص دوستوں کے آقا ومولا عزوجل کی مدد سے سعادت کو پالیا۔اور امام اہلسنت فرماتے ہیں: حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوامذہب حنبل کو کمزور ہوتاہوادیکھ کراس کے مطابق فتویٰ دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتادیکھااس کی تقویت فرمائی۔آپ کے علم کامقام یہ تھاآپ رحمہ اللہ تیرہ علوم میں تقریر فرمایاکرتے تھے آپ کے مدرسہ میں ایک درس فروعات مذہبی پر اور ایک اس کے خلافیات پر ہوا کرتا ہر روز دن کو اول و آخر آپ تفسیر و حدیث اور اصول وعلم نحو وغیرہ کادرس دیتے تھے اور قرآن مجید کا ترجمہ ظہر بعد پڑھایا کرتے تھے۔ درس کے ساتھ ساتھ آپ فتاوی کے جواب بھی دیا کرتے تھے عراق کے سوادیگر بلاد سے بھی آپ کے پاس فتاوی آیا کرتے تھے۔جب آپ کے پاس کوئی فتویٰ آتاتوآپ کواس میں غور وفکر کرنے کی ضرورت نہ ہوا کرتی تھی کسی فتاوی کو اپنے پاس نہ رکھتے تھے بلکہ اسی وقت اس کا جواب تحریر فرمادیا کرتے تھے،اور امام شافعی وامام احمد بن حنبل دونوں میں سے کسی ایک کے مذہب پر آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ آپ کے فتوے علمائے عراق پر بھی پیش ہوتے تھے توان کو آپ کی سرعت جواب پر نہایت تعجب ہوتا اور حیرت میں ڈوب جاتے۔آپ کے صاحب زادے شیخ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بلاد عجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیااس سے پیشتر یہ فتویٰ علمائے عراق پر ہوچکا تھا مگر کسی نے بھی اس کا جواب شافی نہ دیا۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اکابر علمائے شریعت مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے طلاق ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی کہ وہ ایک ایسی عبادت کرے گا جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے متفرد ہوگا بینوا توجروا۔جب آپ کے پاس یہ فتویٰ آیاتوآپ نے یہ پڑھتے ہی فوراً لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ معظمہ جاکر خانہ کعبہ کو خالی کرائے اور سات دفعہ اس کا طواف کرکے اپنی قسم اتارے چنانچہ یہ جواب ملتے ہی مستفتی اسی روز مکہ معظمہ روانہ ہوگیا۔

(قلائدالجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر گیلانی صفحہ ۱۳۱)

یہ ایسا جواب تھا جس کو پڑھنے کے بعد سب لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ غوث اعظم کو اللہ عزوجل نے کیا ہی فقیہانہ شان عطا فرمائی ہے کس قدر رب تعالی نے آپ کو علم سے نوازا ہے۔آپ کے علم جوہر کے بارے میں اگر لکھا جائے تو کئی دفتر وجود میں آجا ئے مگر پھر بھی آپ کے علم کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ ساتھ ہی ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے چلے کہ ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے اور خطیب حضرات بھی خوب جوش و خروش کے ساتھ یہ بیان کرتے ہیں کہ غوث پاک رحمۃاللہ علیہ پہلے حنفی تھے غوث اعظم نے خواب دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب کمزور ہوا جاتا ہے لہذا آپ میرے مذہب میں آجائیں میرے مذہب کی تقویت ہو جائے گی اسی لیے غوث اعظم رحمۃاللہ علیہ حنفی سے حنبلی ہو گئے اس روایت کی بابت امام اہلسنت حضور سیدی اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت صحیح نہیں ہے حضور غوث پاک رحمۃاللہ علیہ ہمیشہ سے حنبلی تھے اور جب آپ کو منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبلی کو کمزور ہوتا دیکھا تو اس کے مطابق فتوی دیا حضور غوث پاک رحمۃاللہ علیہ محی الدین اور دین متین کے یہ چار ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں کمزوری آتی دیکھی اس کی تقویت فرمائی واللہ اعلم

(فتاوی رضویہ جلد ۲٦ صفحہ ٤٣٣)




مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کا شرعی حکم

از: غلام مصطفی رضا نظامی، بست پور سرلاہی نیپال

السلام علیکم ورحمۃاللہ برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا اور پہلے ہی سے ہندہ کی ایک بڑی لڑکی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ زید ہندہ کے ساتھ زنا کر لیا تو کیا زید ہندہ کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے؟ سائل: **محمد عمران رضا۔ چھپرا، بہار انڈیا**

الجـــــــواب بعون الملك الوهـــــــاب

شرعی نقطہ نظر سے زنا کر لینے سے مرد اور عورت کے درمیان حرمت مصاہرت ثابت ہو کر زانی اور مزنیہ پر ایک دوسرے کے اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں تاہم اگر لاعلمی کی وجہ سے مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کیا گیا ہو تو یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور مرد پر لازم ہوگا کہ وہ عورت کو جدائی کے الفاظ مثلا طلاق وغیرہ کہہ کر چھوڑ دے اس نکاح کے نتیجے میں پیدا شدہ اولاد کا نسب اسی شخص سے ثابت ہوگا_ صورت مسئولہ کے مطابق اگر کسی شخص نے اپنی مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کیا ہو تو شرعا اس پر لازم اور ضروری ہے کہ وہ اس کو طلاق یا علیحدگی پر دلالت کرنے والا کوئی اور لفظ کہہ کر چھوڑ دے جب کہ بچوں کا نسب اسی سے ثابت ہوگا_(قوله : وحرم أيضا بالصهرية أصل مزنيته)قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا۔(ردالمحتار علی الدر المختار کتاب النکاح، فصل في المحرمات ج4ص144) وقد صرحوا في النكاح الفاسد بأن المتاركة لا تتحقق إلا بالقول ، إن كانت مدخولا بها كتركتك أو خليت سبيلك(ردالمحتار علی الدر المختار کتاب النکاح، فصل في المحرمات) ويجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطي وتجب العدة بعد الوطي لا الخلوة ويثبت النسب احتياطا(الدر المختار علی صدر رد المحتار کتاب النکاح ج4ص274،277) لہذا زید پر ہندہ کی بیٹی حرام ہے اگر ہندہ کی بیٹی سے نکاح کریگا تو نکاح فاسد ہوگا اور اس سے مباشرت زنا کے حکم میں ہوگا اور نکاح کے بعد اس بات کا علم ہو تو فورا جدا ہونا واجب ہے

گوگل اور یوٹیوب سے دین سیکھنے کے نقصانات

از: محمد شعیب خان رضوی، متعلم جامعۃ الرضا، بریلی شریف

موجودہ دور فتنوں کا دور ہے۔ روز طرح طرح کے فتنے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ جن کی نشاندہی وپیشنگوئی محبوب کبریا شافع روز جزا سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ۱۴ صدی پہلے فرمادی تھی، جیساکہ مسلم شریف میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَ إِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخر زمانے میں کچھ ایسے دھوکے باز، فریبی جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ کبھی تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادا نے۔ پس تم ایسے مکاروں اور دھوکہ بازوں سے دور رہو اور ان کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ تاکہ وہ تم کو گمراہ نہ کر سکیں اور نہ تم کو فتنے میں ڈال سکیں۔ اس پر فتن دور میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ آئے دن سوشل میڈیا پر ایسے افراد کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جو لوگوں کو دین سکھانے کا دعوی کرتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ دعوی محض دجل و فریب ہوتا ہے، اس دعوے کی آڑ میں ایسی نئی نئی باتیں بیان کرتے ہیں جو نہ کبھی ہم نے سنیں نہ ہمارے باپ دادا نے۔ موجودہ دور میں قوم کا نوجوان طبقہ جو کہ سوشل میڈیا سے جڑا ہوا ہے، اولاً تو ان میں اکثر کو دینی امور سے کوئی علاقہ نہیں اور جو دین سے کچھ شغف رکھتے ہیں، عقائد و مسائل سیکھنا چاہتے ہیں تو وہ اس امر کی ذرہ برابر فکر نہیں کرتے کہ ہم دین کس سے سیکھ رہے ہیں۔ اللہ جل مجدہ الکریم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: "فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (سورہ نحل، آیت ۴۳)

تو اے لوگوں! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ آیت مذکورہ کا عموم اس امر کی جانب دلالت کر رہا ہے کہ جس مسئلے کا علم نہ ہو وہ علما سے پوچھو۔ لیکن آج ہماری قوم کے افراد علما کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرنے کی بجائے گوگل، فیس بک، یوٹیوب وغیرہ سوشل میڈیا یا ایپلیکیشنز پر مسائل کی جستجو میں کوشاں ہیں۔ آج گوگل، یوٹیوب یا دیگر سوشل میڈیا یا ایپلیکیشنز (جن پر لوگ دین سیکھتے ہیں) نے اہل علم اور جہلا کو ایک صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے، پتہ ہی نہیں چلتا کہ کون عالم ہے اور کون جاہل، ایسے ایسے بہروپیے جن کو خود قرآن و حدیث تو دور ابتدائی کتابیں تک سمجھ نہیں آتیں وہ بھی لوگوں کو دین سکھانے کے نام پر گمراہ کرتے پھر رہے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

آج جاہل بھی ہیں عالم کا لبادہ اوڑھے
ایسے ملاؤں سے ایمان بچائے رکھنا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ" (سورہ زمر، آیت ۹)

کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عالم اور غیر عالم برابر نہیں اور عالم کو غیر عالم پر فضیلت حاصل ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ آج لوگ صرف آسانیاں تلاش کرنے کے لیے علماء پر یوٹیو برز اور بلاگرز کو فوقیت دیتے ہیں اور ان جہلا پر اعتماد کرتے ہیں۔ علماء کو چھوڑ کر سوشل میڈیا پر دین سیکھنے کے بہت سے نقصانات ہیں، چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) علمائے حق سے دوری اور قرآن کی مخالفت: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ" (سورۃ النساء، آیت ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں اولو الامر ہیں۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **والمراد من أولي الأمر العلماء، في أصح الأقوال؛ لأن الملوك يجب عليهم طاعة العلماء ولا ينعكس** اولوالامر سے مراد علماء ہیں اصح اقوال میں، اس لیے کہ بادشاہوں پر علما کی فرمانبرداری واجب ہے اور اس کا برعکس نہیں۔ معلوم ہوا علمائے کرام کی اطاعت کا حکم قرآن کریم سے ہے۔ علمائے کرام مسائل شرعیہ کے بیان میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے اور بے جھجک درست مسائل بیان کر اپنا فریضہ انجام دیتے ہیں، جبکہ جہلا (یوٹیوبرز اور بلاگرز وغیرہ) شرع میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا کر قرآن وسنت سے حقیقت کے خلاف مفہوم نکال کر خلاف شرع موافق طبع مسائل بیان کرتے ہیں، نتیجۃً لوگ یوٹیوبرز اور بلاگرز کے عقلی مسائل، جو ان کی طبیعت کے موافق ہوتے ہیں، پر عمل کر لیتے ہیں اور علمائے کرام کے بیان کردہ شرعی مسائل کو ترک کر اللہ عزوجل کے حکم کی خلاف ورزی کر غضب الٰہی کو مول لیتے ہیں۔ (۲) ارتداد کی سیڑھی: اسلامی معاشرے میں فی زمانہ سب سے تیزی سے بڑھنے والا فتنہ فتنۂ ارتداد ہے۔ اس فتنے کے پنپنے کی ایک وجہ گوگل اور یوٹیوب سے دین سیکھنا بھی ہے۔ ان سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے قرآن وحدیث کے ظاہری مفاہیم کو سمجھ کر لوگ دین اسلام کے متعلق غلط نظریات قائم کر لیتے ہیں اور آہستہ آہستہ وہ نظریات ان کے ذہن میں فروغ پاتے ہیں۔ حتی کہ وہ نظریات انھیں ارتداد کے دہانے تک پہنچا دیتے ہیں۔ (۳) فیضان علم سے محرومی اور سببِ ہلاکت: ''حضرت سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: عالم بنو یا طالب علم بنو یا علمی گفتگو کو کان لگا کر سننے والے بنو، یا علم اور اہل علم سے محبت رکھنے والے بنو، مذکورہ چار کے علاوہ پانچویں قسم کے مت بنو، کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور پانچویں قسم یہ ہے کہ تم علم اور اہل علم حضرات سے بغض رکھو۔ (مجمع الزوائد) حدیث پاک میں مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لیے چار درجے بیان کیے اور فرمایا کہ ان چار کے علاوہ میں محض ہلاکت ہے۔ علما فرماتے ہیں طالب علم بننے سے مراد صرف یہی نہیں کہ باضابطہ طور پر مروجہ طریقہ کو اختیار کر مدارس میں رہ کر ہی علم حاصل کرے بلکہ اگر وہ علما کی بارگاہ میں بیٹھ کر بھی علم حاصل کرے اس کو بھی یہ فضیلت ہے۔ لیکن سوشل میڈیا پر دین سیکھنا اور علما سے بدظن رہنا، ان کی تحقیر کرنا، ان سے روابط کو منقطع کرنا یہ دنیا وآخرت میں ہلاکت کا باعث ہے۔ (۴) سوشل میڈیا کی گمراہیت میں معاونت: خیر القرون سے لے کر آج تک مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے معاندین اسلام اسلامی لبادہ اوڑھ کر ان کے درمیان داخل ہوتے آئے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہے ہیں، سوشل میڈیا کے ذریعے ان کا کام اور آسان ہو گیا ہے، گزشتہ زمانے میں انھیں مال وزر خرچ کر، سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے باوجود اتنی کامیابی حاصل نہیں ہوتی تھی، جتنی کہ سوشل میڈیا کے ذریعے حاصل ہو رہی ہے، وجہ یہی ہے کہ گزشتہ زمانے میں معاندین گھر گھر جا کر لوگوں کو گمراہ کرتے تھے، لیکن آج انھیں کسی کو گمراہ کرنے کے لیے گھر گھر جانے کی ضرورت نہیں، یوٹیوب پر اپنے گمراہی بھرے ویڈیوز ڈال دیتے ہیں، گوگل پر بلاگز بنا لیتے ہیں لوگ ان کے اسلامی نام دیکھ کر، ان کی وضع قطع کو اسلامی سمجھ کر، انھیں اپنا گمان کر ان کی اتباع کرنے لگ جاتے ہیں نتیجۃً وہ گمراہ گران لوگوں کے ایمان وعقیدے کو تباہ وبرباد کر ڈالتے ہیں۔ علاوہ ازیں یوٹیوب، گوگل وغیرہ سوشل میڈیا ایپلیکیشنز کے کثیر نقصانات ہیں جن کو یہاں درج کرنا ممکن نہیں۔ سوشل میڈیا ایپلیکیشنز سے اسی وقت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جبکہ دین علما کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کر کے حاصل کر چکے ہوں۔

دس انمول موتی
آخرت کی عدالت کیسی ہوگی؟

(١) ساری فائلیں بالکل اوپن ہوں گی
"ونُخرِجُ لَهُ يَوْمَ القِيامَةِ كِتابا يَلقاهُ مَنْشُورًا"
اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ اپنے اوپر کھلا ہوا پالے گا۔ (سورۃ بنی إسرائیل ١٣)

(٢) سخت نگرانی کی حالت میں پیشی ہوگی
"وَجَاءتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ"
اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک لانے والا ہوگا اور ایک گواہی دینے والا۔ (سورۃ ق ٢١)

(٣) کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا
"وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ" (سورۃ ق ٢٩)
میں اپنے بندوں پر ذرہ برابر بھی ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

(٤) آپ کی دفاع کے لیے وہاں کوئی وکیل نہ ہوگا
"اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا"
لے! خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے۔آج تو تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے۔ (سورۃ بنی إسرائیل ١٤)

(٥) رشوت اور سفارش بالکل نہیں چلے گا
"يَوْمَ لا يَنفَعُ مَالٌ وَلا بَنُونَ"
اس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد۔ (سورۃ الشعراء ٨٨)

(٦) فیصلہ ہاتھ میں دیا جائے گا
"فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَؤُوا كِتَابِيَهْ"
سو جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہنے لگے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ (سورۃ الحاقۃ ١٩)

(٧) فیصلے میں کوئی ردوبدل نہیں ہوگا
"مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ"
میرے یہاں فیصلے بدلے نہیں جاتے۔ (سورۃ ق ٢٩)

(٨) وہاں جھوٹے گواہ نہ ہوں گے
"يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ"
جبکہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ (سورۃ النور ٢٤)

(٩) ساری فائلیں حاضر ہونگی
"أحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ" (سورة المجادلة٦)
جسے اللہ نے شمار رکھا ہے اور جسے یہ بھول گئے۔

(١٠) اعمال تولنے کے لئے باریک پیمانہ ہوگا
"وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ"
قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔ (سورۃ الأنبیاء ٤٧)